قسط ۱

میاں عبدالمنان منڈی پاکپتن

خدمت خلق کا مفہوم

بلا معاوضہ نیک نیتی سے اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے کو خدمت خلق کہتے ہیں۔
مثلاً بھوکے، پیاسے اور محتاج لوگوں کو کھانا کھلانا، پانی پلانا، کپڑے پہنانا اور دوسری تکلیفوں کو دور کرنا۔ ضرورت مندوں کو بازار سے سودا لاکر دینا۔ ان کے لیے پانی بھرنا۔ کسی کے پاس جاکر جائز سفارش کرنا۔ اور ان کے ساتھ چل کر کام کرنا اور ان کے رنج و غم میں شریک رہنا۔ یہ سب کام خدمت خلق میں شمار ہوتے ہیں۔

خدمت کی اقسام :-

اللہ کی مخلوق کی خدمت تین طریقوں سے کی جاسکتی ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مالی خدمت :

آدمی اپنی ضروریات زندگی سے فالتو مال دوسرے حاجتمندوں میں تقسیم کردے کہیں زکوٰۃ کی صورت میں اور کہیں صدقہ و خیرات کی شکل میں۔ اسی طرح معاشرے میں غربت و افلاس اور بہت سی سماجی برائیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

(۲) بدنی خدمت :

معذور، اپاہج، کمزور و نحیف اور بیمار بھائیوں کے ایسے کام کردینا جو وہ خود نہ کرسکیں۔ حضورؐ نے خود ان کے کام کرکے عملی نمونہ پیش کردیا ہے چنانچہ حضرت خبابؓ کے گھر جاکر روزانہ ان کی بکریوں کا دودھ دوہ آیا کرتے تھے جب کبھی مدینہ کی لونڈیاں آپؐ کے پاس خدمت کے لیے حاضر ہوتیں تو آپؐ فوراً ان کے ساتھ چل پڑتے اور ان کے کام کروادیتے۔

۳۔ روحانی خدمت :

تبلیغ سے دوسروں کو برائی سے بچا کر نیکی کی راہ پر چلانا بڑی روحانی خدمت ہے۔ اس سے بے شمار اخلاقی برائیاں معاشرے سے ختم ہو سکتی ہیں۔

خدمتِ خلق قرآن مجید کی روشنی میں :

(۱) من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا جو شخص کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کا بدلہ اس کو ملے گا۔ (نساء)

(۲) تم بہترین امت ہو جو سارے جہانوں کے لیے پیدا کئے گئے ہو تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو (آل عمران)

۳۔ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کا فیصلہ کرو۔ (النساء)

۴۔ نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔ (المائدہ)

۵۔ اور جو صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ (الشوریٰ)

۶۔ اللہ اپنی مخلوق پر احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران)

۷۔ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو، یوم آخرت کو، ملائکہ اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتہ داروں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک لوگ وہ ہیں کہ جب وعدہ کریں تو پورا کریں اور تنگی اور آڑے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر سے کام لیں۔ یہ ہیں سچے لوگ اور یہی پرہیز گار ہیں

۸۔ اور برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے (المائدہ)

۹۔ اور ضروری ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی رہے جو نیکی کی طرف بلائے اور بدی سے روکا کرے تو کامیاب لوگ وہی ہیں۔ (آل عمران)

۱۰۔ اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔ (الذاریات)
۱۱۔ مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش جہنم سے بچاؤ۔ بُرے کاموں سے دور رکھو اور نیکی کے کاموں کی طرف مائل کرو۔ (التحریم)
۱۲۔ اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرو۔ (النساء)
۱۳۔ اور باوجود عزیز رکھنے کے مال اپنے رشتہ داروں کو دے۔ (البقرۃ)
۱۴۔ معاشرہ میں نادار، اپاہج، یتیم اور بیوہ کی نگہبانی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ وہ شخص خوف خدا نہیں رکھتا جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور ناداروں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ (الماعون)
۱۵۔ اور احسان کرو ہمسایوں اجنبی ہمسایوں، پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ۔ (النساء)
۱۶۔ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انکو تنگی و فاقہ ہو (الحشر)
۱۷۔ خدا عدل، احسان اور قرابت داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری، برائی اور ظلم سے روکتا ہے اور وہ نصیحتیں اس لیے کرتا ہے شاید کہ تم ان کو قبول کرلو۔ (الحجرات)
۱۸۔ مومنین کے لیے اپنے بازو جھکا لو۔ (الجمعہ)
۱۹۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو۔ (الحجرات)
۲۰۔ جو لوگ منکر حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر تم بھی ایک دوسرے کی حمایت نہ کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔
۲۱۔ اللہ تعالیٰ عدل و احسان پر کاربند رہنے کا حکم دیتا ہے۔ (نحل)
۲۲۔ جو لوگ اپنا مال راہِ خدا میں (حاجت مندوں، تنگدستوں) میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اُگیں اور ہر بالی میں سو سو دانے اور خدا جس کے مال کو چاہتا ہے، زیادہ

کرنا ہے اور بڑی کشائش والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔
ان سب آیاتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خدمت خلق ایک بہترین عمل ہے اور ذریعہ نجات فعل ہے۔

خدمت خلق احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے۔ جو اپنے بھائی کے کام میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگا رہے گا۔ جو کسی مسلمان کی بے چینی دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینی دور فرمائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن عیب پوشی فرمائے گا۔ (بخاری)

۲۔ جو مسلمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کرے گا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی پریشانی کو ہٹا دے گا اور جو مسلمان کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہان میں آسانی کر دے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دونوں جہانوں میں پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اعانت میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد و خدمت میں مصروف رہتا ہے (بخاری)

۳۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو عام لوگوں کی ضروریات کے لیے پیدا کیا ہے کہ ضرورت کے وقت عام لوگ ان کے پاس اپنی ضروریات پیش کریں۔ اور وہ ان کو پوری کریں۔ ایسے لوگ اللہ کے عذاب سے بے خوف رہیں گے۔ اور امن کی زندگی بسر کریں گے۔ (طبرانی)

۴۔ بہت سی قوموں کو اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتیں اس لیے مرحمت فرمائے ہوئے ہیں کہ وہ لوگوں کی خدمت کریں۔ ان کی ضرورتیں پوری کریں خوشی سے یہ

کام انجام دیتے رہیں۔ نہ اس سے اکتا جائیں اور نہ گھبرائیں اور جب وہ لوگ خدمتِ خلق سے تنگ دل ہو کر اکتا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان نعمتوں کو چھین کر دوسروں کے حوالے کر دے گا۔ (طبرانی۔ ترغیب)

۵۔ جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی میں جائے یہاں تک کہ اسکی ضرورت پوری کر دے۔ اگر صبح کے وقت جائے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں سے اس پر سایہ کرتا ہے اور شام تک یہ فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ (ابن حبان)

۶۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مقام (قدم) کو اس دن ثابت رکھے گا جس دن سب کے قدم پھسل جائیں گے (ترغیب)

۷۔ دوزخی لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی تو ان میں سے ایک شخص کا گزر ایک جنتی آدمی کے پاس سے ہو گا۔ دوزخی شخص جنتی سے کہے گا تم کون ہو؟ دوزخی کہے گا میں وہی ہوں کہ دنیا میں آپ نے مجھ سے وضو کرنے کے لیے پانی مانگا تھا اور میں نے آپ کو بلامعاوضہ دے دیا تھا۔ اب میں بڑی مصیبت میں ہوں آپ میری سفارش کر دیجئے۔ وہ جنتی اس کی سفارش کریگا تو منظور ہو جائے گی۔ اور وہ گناہگار بخش دیا جائے گا پھر دوسرا گزرے گا وہ کہے گا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ جنتی کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا۔ دنیا میں آپ نے مجھے فلاں کام کے لیے بھیجا تھا اور میں اس کو پورا کر کے آیا تھا۔ لہٰذا آج میری مدد کیجئے۔ وہ جنتی اس کی سفارش کرے گا اس کی بھی سفارش قبول کر لی جائے گی اور یہ بھی بخش دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ۔ ترغیب)

یعنی خدمتِ خلق اور حاجت روائی و ہمدردی کرنے والے گنہگار مسلمان ایسی نیکی سے بخش دیے جائیں گے۔ ان کی خدمت ضائع نہیں جائے گی۔

جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے اس کا ثواب اسے ضرور ملے گا۔ اور ایسی خدمتوں پر ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں اور ستر ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور بغیر حساب کتاب کے یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۸۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے پھرے گا اس کو اللہ ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں دے گا اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔ اگر اس کے ہاتھوں اس کے بھائی کی ضرورت پوری ہو گئی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے کہ گویا وہ آج ہی پیدا ہوا ہے اگر وہ اسی کے درمیان مر جائے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا۔ (ترغیب)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

۹ ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔ عرض کیا گیا اگر وہ صدقہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہ رکھتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے۔ کہا گیا اس کی بھی اگر طاقت نہ ہو تو فرمایا۔ فریادی مظلوم اور حاجت مند کی اعانت کرے کسی نے کہا اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو؟ فرمایا نیکی اور بھلائی کی بات لوگوں کو بتا دے۔ کہا گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا کہ شرارت اور تکلیف پہنچانے سے باز رہے۔ یہی اس کے حق میں صدقہ ہے۔ (بخاری)

۱۰۔ صحابہ کرام ؓ کسی غزوہ سے مدینہ واپس آئے تو اپنے ساتھی کی بڑی تعریفیں کرنے لگے کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ راستہ میں برابر قرآن مجید پڑھتا رہا۔ جہاں کہیں ہم نے پڑاؤ کر کے قیام کیا وہ وہیں نفلی نمازیں کثرت سے پڑھتا رہا۔ ایسا نیک آدمی ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے سامان کی دیکھ بھال کون کرتا تھا اور اس کی سواری کو چارا

کون کھلاتا تھا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہم نے اس کے سامان کی نگرانی کی۔ اور اس کی سواری کو چارا دانہ ہم نے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اس سے اچھے ہو۔ کیونکہ تم نے خدمت کی ہے۔ جو بادشاہ یا حاکم وقت اپنے مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچانے کا ذریعہ اور وسیلہ بنے یا اس کی تنگدستی اور پریشانی کو دور کرنے میں مدد کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط سے گزرنے میں اس کی مدد کرے گا جس وقت کہ بہت سے لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے۔ (ابوداود۔ طبرانی، ترغیب)

۱۱۔ جو اپنے مسلمان بھائی سے اس لیے محبت سے ملے کہ اس کو خوشی حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو بھی خوش کر دے گا (طبرانی و ترغیب)

۱۲ گناہوں کی معافی کے سببوں میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کے یہاں خوشی داخل کرو۔ یعنی تم کوئی ایسا کام کرو جس سے اس کا دل خوش ہو جائے۔ (طبرانی و ترغیب)

۱۳۔ سب عملوں سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کر دو۔ یعنی اگر وہ برہنہ (ننگا) ہے تو اس کی ستر پوشی کر دو۔ اگر بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو۔ پیاسا ہے تو پانی پلا دو۔ اور اگر کسی چیز کا محتاج و ضرورتمند ہے تو اس کی حاجت پوری کر دو۔ (طبرانی و ترغیب)

خدمتِ خلق کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی چند حدیثیں مختلف لفظوں سے مروی ہیں سب کا نتیجہ دیکھو یہی ہے کہ عام لوگوں کی خصوصاً مسلمانوں کی خدمت کرنے والے مصیبت میں کام آنے والے اور ہمدردی کرنے والے سب سے اچھے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے لیے بڑے درجے اور انعامات ہیں ان کے گناہ معاف ہوں گے جنت میں داخل ہونگے اور خدا ان سے خوش ہو گا۔

کسی اردو شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؂

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں　　کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں
دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

خدمتِ والدین:

قرآنی ہدایات

والدین کی اطاعت اور خدمت گزاری فرض ہے۔ اگر وہ کافر و مشرک ہوں تب بھی انکی دنیاوی خدمت کی جائے لیکن شرک وکفر کے متعلق ان کی بات قابلِ تسلیم نہ ہوگی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۱) "اور ہم نے انسان کو جتا دیا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر وہ تجھ کو مجبور کریں کہ خدا کے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کا علم تجھ کو نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔ تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کروں گا۔" (العنکبوت)

(۲) "اور ہم نے انسان کو جتا دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مانے میری ہی پاس پھر آنا ہے اگر وہ دونوں تم کو اس پر مجبور کریں کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کو تو نہیں جانتا تو ان کا یہ کہنا نہ مان اور دنیا میں انکے ساتھ بھلائی سے گزران کر۔" (لقمان)

" ۔ جو لوگ والدین کے ساتھ حسن سلوک ہیں ان کی خدمت بجا لاتے ہیں ان کے لیے خدا سے دعائے خیر کرتے ہیں۔ اللہ اس نیکی کے بدلے میں ان کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اپنی رضامندی کی لازوال دولت ان کو عطا فرماتا ہے۔

۳ ۔ ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کر کے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کر کے جنا۔

اور تین مہینوں تک اس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا یہاں تک کہ وہ بچے سے بڑھ کر جوان ہوا۔ اور چالیس برس کا ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا۔ اور میں وہ کام کروں جس کو تو پسند کرے اور میری اولاد کو نیک کر۔ میں تیری طرف لوٹ کر آیا اور میں تیرے فرمانبرداروں میں ہوں

یہی وہ ہیں جن کے اچھے کام ہم قبول کرتے ہیں۔ یہ جنت والوں میں ہوں گے۔ یہ سچائی کا وہ عہد ہے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا۔ (احقاف)

احادیثِ مبارکہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مزید تاکید فرمائی۔

۱۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تیری ماں۔ چوتھی مرتبہ اس نے پوچھا پھر کون؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تیرا باپ۔ (بخاری۔ ترمذی)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔ (بخاری)

۳۔ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری)

۴۔ تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) ماں باپ کا نافرمان ۲۔ دیوث۔ ۳۔ مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت (نسائی و ترغیب)

۵۔ ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کر لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ چاہتا ہوں کہ جہاد میں جاؤں یا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے چمٹے رہو اور خدمت کرتے رہو کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (احمد)

باپ کا بھی بڑا حق ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۶۔ خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے (ترمذی)

مہمانوں کی خدمت

ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی کا مہمان ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر ہم اپنے مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کریں گے تو جب ان کے ہاں جائیں گے تو وہ بھی ہماری خدمت کریں گے۔ دنیا کا عام دستور یہی ہے لیکن مسلمانوں میں اس کی بہت اہمیت ہے صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ مہمانوں کی عزت و احترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے۔ مہمانوں کی خدمت اتنی اہم ہے کہ اس کو ایمان کا جزو بتایا گیا ہے۔

خود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کی عزت اور قدر کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم ؑ کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں کئی جگہ پر آیا ہے۔ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے ہمارے نبی ؐ کیا آپ کے پاس ابراہیم ؑ کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے سلام کیا۔ ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے۔ یہ اجنبی لوگ ہیں کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی پھر جلدی سے اپنے گھر جا کر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے سامنے رکھا۔ ان لوگوں نے کھانے میں تامل کیا۔ تو ابراہیم ؑ نے کہا کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے؟ اس پر بھی مہمانوں نے نہ کھایا۔ تب ابراہیم ؑ اپنے دل میں ڈرنے ان کی یہ حالت دیکھ کر مہمانوں نے کہا آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں ہم لوگ فرشتے ہیں اور کھاتے پیتے نہیں ہیں ہم آپ کو ایک ہوشیار ذی علم فرزند کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ انہوں نے ذی علم لڑکے کی خوشخبری دی (الذاریات)

یہ مہمان فرشتے تھے حضرت ابراہیم ؑ نے انہیں مہمان سمجھ کر ضیافت کا حق

ان کے آرام کرنے یا دوسری ضروریات کے لیے فارغ ہونے میں تکلیف نہ ہو۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ کھانے پینے کا سامان تیار کرنے کے لیے ان سے الگ ہو گئے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ ان کو کھانے کا حکم نہیں دینا چاہیے کہ آپ لوگ کھایئے پیش کرنے پر اگر وہ نہ کھائیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا۔

۷۔ مہمانوں کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مغموم ہونا چاہیے کیوں کہ جو لوگ بخیل ہوتے ہیں وہ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش تو کر دیتے ہیں مگر انکی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان نہ کھائیں تاکہ وہ کھانا انکے اہل وعیال کے کام آئے چونکہ حضرت ابراہیمؑ بخیل نہ تھے اس لیے جب ان لوگوں نے کھانے سے انکار کیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کو ناپسند کیا۔ اور ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ یہ مہمان بن کر نہیں بلکہ دشمن بن کر آئے ہیں

۸۔ نہ کھانے کی صورت میں مہمانوں کو عمدہ الفاظ میں معقول عذر کر دینا چاہیے تاکہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ اس لیے فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ ہم لوگ فرشتے ہیں ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں ہمارے نہ کھانے پینے سے آپ خوفزدہ یا رنجیدہ نہ ہوں۔

۹۔ معقول عذر کے بعد میزبان اپنے مہمان کو کھانے پر مجبور نہ کرے بلکہ اس کے معقول عذر کو قبول کر کے خاموش ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے کیا تھا۔ فرشتوں کے عذر کے بعد آپ نے کھانے پر اصرار نہیں کیا۔

۱۰۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے فراغت کے بعد جب اطمینان ہو جائے تو مہمانوں کے قدم رنجہ فرمانے اور تکلیف گوارا کرنے کی وجہ

دریافت کی جائے۔ کہ کیسے اور کس کام کے لیے آنا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مہمانوں سے فرمایا۔

فما خطبکم ایھا المرسلون۔ آپ لوگ کس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں۔

۱۱۔ مہمانوں کی دلجوئی نے خوش خلقی اور عمدہ پیشانی سے بات چیت کرنی چاہیے۔ اگر رات میں عشاء کے بعد گفتگو کا موقع ہو تو اس وقت بھی بات چیت کی جا سکتی ہے البتہ بے کار بات چیت کر کے دماغ کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت ابراہیمؑ کے اس مکالمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بقدر ضرورت مختصر ہی گفتگو فرمائی بے جا باتوں میں ان کو نہیں الجھایا۔

۱۲۔ مہمانوں کی تکریم و عزت ایمان کا حصہ ہے۔ اگر کوئی شخص ان سے ذلت آمیز برتاؤ کرے تو میزبان کا فرض ہے کہ مہمان کی جانب سے مدافعت کرے۔ کیونکہ اس سے خود میزبان کی توہین ہوتی ہے۔ اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے جب ان کے شریف مہمانوں کے ساتھ توہین کا برتاؤ کرنا چاہا تو حضرت لوطؑ نے ان کو روکا اور فرمایا۔ **ان ھٰؤلاء ضیفی فلا تفضحون ۰ واتقوا اللہ ولا تخزون ۰** (حجر)

"یہ میرے معزز مہمان ہیں ان کے بارے میں مجھ کو فضیحت نہ کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوا نہ کرو۔"

۱۳۔ مہمان کو بلا ضرورت تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی۔ اور اس پر بوجھ پڑے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ ایک دن اور ایک رات کرے اور مہمان کا حق تین دن ہے اس سے زیادہ ٹھہرے گا تو وہ مہمان صدقہ کھائے گا اور اتنا زیادہ ٹھہرنا اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے میزبان کو تنگی میں ڈال دے　　(بخاری۔ مالک)

مہمان اور میزبان کے آداب

۱۔ مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتدا باہمی سلام سے ہونی چاہیے۔ جیسا کہ ان مہمانوں (فرشتوں نے کیا تھا۔ کہ آتے ہی پہلے السلام علیکم کہا۔ اور نبیؐ نے فرمایا: السلام قبل الکلام۔ گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہیے۔ (ترمذی)

۲۔ مہمانوں کو اچھی جگہ ٹھہرا کر فوراً اُن کے لیے کھانے پینے کا اچھا انتظام کرنا چاہیے کیونکہ حضرت حضرت ابراہیمؑ نے کلام کے بعد فوراً کھانے کا سامان مہیا کیا۔ اور سب سے بہتر کھانا گوشت بھونا ہوا پیش کیا۔ حدیث میں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ اور قیامت کو سچا مانتا ہے، اس کو چاہیے کہ مہمان کا جائز حق عزت کے ساتھ ادا کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جائز حق کیا ہے؟ فرمایا ایک دن ایک رات اور مہمانوں کی مہمانی تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مہمان کا حق نہیں بلکہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری م)

۳۔ مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان پوشیدہ طور پر ان کی نگاہ سے بچا کر کرنا چاہیے کیونکہ ان کو اگر معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے لیے کچھ کیا جا رہا ہے تو شاید از راہ تکلف اس سے روکیں حضرت ابراہیمؑ چپکے سے کھانے پینے کا انتظام کرنے چلے گئے تھے۔

۴۔ مہمانوں کی نشست و برخاست اہل و عیال سے علیحدہ ہونی چاہیے تاکہ دونوں کو تکلیف نہ ہو۔ قرآنی آیت فراغ الیٰ اھلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو مہمان خانہ میں بٹھا دیا جو کہ اہل و عیال سے الگ تھا۔

۵۔ کسی بہانے سے تھوڑی دیر کے لیے مہمانوں سے الگ ہو جانا چاہیے تاکہ

ہمسایہ کی خدمت

ہمسایہ اور پڑوسی وہ ہے کہ جو ایک دوسرے کے قریب رہتے سہتے ہوں اور جن کا مکان ایک دوسرے سے ملاجلا ہو جس کی حد چالیس گھروں تک ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الا ان اربعین دارا جار ہمسائیگی کی حد چالیس گھروں تک ہے۔ (طبرانی)

پڑوسی اپنا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار مسلمان ہو یا غیر مسلم ہمسائیگی اور پڑوس میں سب برابر ہیں۔ اور ہمسائیگی کے حقوق بھی ایک دوسرے پر ہیں جن کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

قرآن اور حدیث میں اس کی بڑی تاکید اور اہمیت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب الجنب۔ (نساء)

اور خدا نے ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بیگانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا" جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے بلکہ اس کے ساتھ نیک سلوک کرے اور مہربانی سے پیش آئے۔ اور اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ نیک بات کہے یا چپ رہے" (بخاری و مسلم)

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے وہ گویا اور خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"جس نے اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی۔ اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی گویا اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے گویا خدا سے لڑائی کی۔ (ترغیب وترہیب)

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے۔ پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

لایدخل الجنۃ عبد لا یامن جارہٗ بوائقہ (احمد)

وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ کے پاس آکر عرض کیا کہ فلاں عورت زیادہ نماز پڑھتی ہے اور صدقہ خیرات کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائے کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ عورت جہنمی ہے۔ (احمد ترغیب)

رسول اللہؐ نے فرمایا۔

وہ کامل مومن نہیں ہے جو خود خوشحال ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے (طبرانی)

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ۔

جبریل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وراثت کا حق دلا دیں گے۔ (بخاری)

اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ بہتر ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سے وہ بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو (ترمذی)

صہ۵ سے آگے

کی تشکیل کی۔

۱۔ امین الامت حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضؓ کو حمص روانہ کیا گیا۔

۲۔ فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص کو فلسطین بھیجا گیا۔

۳۔ امیر اول شام حضرت یزید بن ابوسفیان بن حرب الاموی القرشی رضؓ کو دمشق فتح کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

۴۔ عماد الدین حضرت شرجیل بن حسنہ رضؓ اردن کی مہم پر روانہ ہوئے۔ اور

۵۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص الاموی القرشی کو شام کی طرف پیش قدمی کی اجازت مل گئی۔

اگر ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حربی صلاحیتوں اور جنگی کارگزاریوں کو دیکھنے بیٹھتے ہیں تو ہمیں ان معرکوں کی ایک لمبی فہرست نظر آتی ہے جن میں آپ نے اللہ اور اس کے رسول صلعم کے لیے بڑی بے جگری سے تلواریں ماریں۔

شام کی فتوحات میں جنگ یرموک ۱، معرکہ دمشق ۲، جنگ اجنادین ۳، قیساریہ ۴ کی فتح۔ فتح اجنادین ۵، فتح بیت المقدس سرِ فہرست ہیں۔

مصر کی فتوحات کا سہرہ تمام تر حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے سر ہے۔ ان میں جنگ العزماء ۱، جنگ بلبیس ۲، جنگ ام دنین ۳، معرکہ فتح بابلیون سکندریہ اور ساحلی علاقہ جات کی فتوحات شامل ہیں۔

فتوحات بلاد افریقیہ ۱ اور بلاد النوبہ میں فتح برقہ۔ فتح طرابلس ۲۔ فتح صبراقہ ۳، فتح شروس ۴۔ فتح ودان ۵ شامل ہیں۔

تمام مسلمان جرنیلوں میں حضرت عمرو بن العاص رضؓ اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ ہی ایک ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ۱ ۲۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضؓ ۳۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضؓ ۴۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضؓ ۵۔ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضؓ

کے احکام پر اللہ اور اس کے رسول کے لیے نوے برس کی عمر تک مشرق و مغرب میں تلواریں ماریں۔

حضرت عمرو بن العاص بن وائل السہمی القرشی اسلام کے ایک مایۂ ناز بے بدل جرنیل تھے۔ بلاشبہ حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد حربی صلاحیتوں کے سلسلہ میں آپ ہی کا نام نمایاں نظر آتا ہے اور آپ کے بعد جس جاں نثارِ رسول کی تلوار سب سے زیادہ اسلام کے لیے کوندی ہوئی نظر آتی ہے وہ تھے عظمتِ اسلام حضرت عکرمہ بن ہشام (ابی جہل) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ——

بیشک اہل مکہ کے یہ "جگر گوشے" بہت دیر کے بعد اسلام میں شامل ہوئے۔ لیکن جب شامل ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چار دانگ عالم تک پھیلا دیا مشرق و مغرب تک ان کے ڈانڈے ملا دیے۔

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

آخر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔

ان کی وفات عید الفطر سنہ ۴۳ھ کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت عمرو بن العاص کی وفات سے تین سال قبل تین خارجی (۱) عبدالرحمٰن بن ملجم تخعی المرادی ۲۔ حجاج بن عبداللہ حربی (۳) عمرو بن بکر اس بات پر اتفاق کر کے نکلے کہ ان میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرا معاویہ رضی اللہ عنہ اور تیسرا عمرو کو قتل کرے گا۔ چنانچہ ابن ملجم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہمت ہار گیا اور ادھچا وار کر دیا۔ اور حضرت عمرو بن العاص کے قاتل عمر بن بکر نے دھوکہ میں انکی بجائے حضرت خارجہ بن خدافہ قاضی مصر کو قتل کر دیا۔ جو قتل کے دن حضرت عمرو بن العاص کی علالت کی وجہ سے نماز پڑھا رہے تھے جب قاتل کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ رو رہا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اتنا بڑا کام عمرو بن العاص کو قتل کرنے نکلا تھا مگر اب موت کو سامنے دیکھ کر ٹسوے بہانے

بیٹھ گیا۔ یہ کیا بات ہے؟ قاتی نے جواب دیا "خدا کی قسم میں موت سے ڈر کر نہیں رو رہا بلکہ اس صدمے سے رو رہا ہوں کہ میرے دونوں ساتھی علیؓ اور معاویہؓ کے قتل ہونے سے کامیاب ہو جائیں گے اور میں ناکام رہا۔"

صدام سے آگے

فروری ۱۹۸۸ء میں صدام نے جس جرم کا ارتکاب کیا تھا کیا مسلمانانِ عالم اس کو جانتے ہیں؟

وہ داعیان اسلام؟! جو صدام کے کھوکھلے نعروں، جھوٹے اور بے بنیاد پروپیگنڈوں اور اسلام کے جھوٹے اور پرفریب دعووں سے دھوکہ کھا گئے ہیں اور اس کی مقدس جہاد کی باطل دعوت کے چکر میں پھنس گئے ہیں کیا انھیں صدام کے جرائم اور حلبچہ کی مسلم قوم کے حادثہ فاجعہ کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟ بشکریہ "الدعوۃ" ۱۴۱۱ھ ۲/۱۷

خوشخبری

دفتروں اور گھروں کے لیے خوشنما رنگوں میں گرم اونی دریاں اور مساجد مدارس کے لیے خوبصورت رنگوں میں گرم اونی صفیں ہر سائز میں مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔

مساجد اور دینی مدارس کے لیے خصوصی رعایت ہوگی

ملنے کا پتہ:

حاجی محمد یوسف چغتائی پاکستان مارکیٹ کچہری بازار گلی نمبر ۵ دکیلاں والی فیصل آباد

فون نمبر: ۲۲۰۷۴